لیکن وہ سروگیہ ہوتے ہیں، اور دنیا کی برائیوں سے بالاتر ہوتے ہیں۔ ان پر کرودھ نفرت، گھمنڈ، حسد اور حرص کے جذبات کوئی اثر نہیں کر سکتے۔ جھوٹ کہنے کا تو انہیں خیال ہی نہیں آسکتا۔ اُن کا کلام تمام نقائص سے پاک ہوتا ہے اسلئے آپ کو یہ مناسب نہیں کہ آپ اُن مہا پرشوں کے متعلق نقطہ چینی کریں جو ہر طرح سے پورن ہیں۔ اگرچہ آپ ہمارے آچاریہ ہیں۔ تاہم ہم یہ بات آپ کو جتلا دینا چاہتے ہیں، کہ آپ میں گیان کی کمی ہے اور اس کمی کی وجہ سے ہی آپ سچ اور جھوٹ میں کوئی تمیز نہیں کر سکتے۔"

اس طرح سے سادھو جمالی اور اس کے چیلے آپس میں کافی دیر تک جھگڑتے رہے اور انجام کار بہت سے سادھو جو کہ اپنے آچاریہ کو غلطی پر سمجھتے تھے اس کو چھوڑ کر بھگوان مہاویر کی شرن میں چلے گئے۔ لیکن ان میں سے چند اپنے موہ کی وجہ سے سادھو جمالی کے ہی شردھالو رہے۔ دیوی پریہ درشنا بھی ان میں سے ایک تھی۔ سادھو جمالی کے یہ غلط خیال دن بدن بڑھتے گئے اور اس نے اسی غلط سدھانت کا اس وقت سے پرچار کرنا شروع کر دیا۔

# سادھو جمالی اور گن دھر گوتم کی بھینٹ

اِدھر اُدھر گھومتے پھرتے سادھو جمالی ایک بن میں جا پہنچے جس کو پورن بھدر کہتے تھے۔ یہ بن چمپا نگری کے نزدیک واقع تھا۔ اور ان دنوں بھگوان مہاویر معہ اپنے بڑے چیلے گوتم کے اس شہر میں قیام پذیر تھے۔ ایک دن جمالی بھگوان مہاویر کے سموسرن میں آیا اور کہنے لگا۔ "اے بھگون! آپ کے بہت سے پیرو کیول گیان حاصل کرنے سے پہلے ہی موت کے منہ میں چلے گئے ہیں لیکن میری حالت میں یہ بات نہیں ہے۔ کیونکہ میں نے کیول گیان بھی حاصل کر لیا ہے اور کیول درشن بھی۔ اسلئے میں سروگیہ ہوں اور سرودیاپک بھی۔

گوتم سوامی نے جب سنت جمالی کی یہ جاہلانہ گفتگو سنی تو اسے اس پہ بڑا افسوس ہوا۔ اس لئے گوتم نے اس کا گھمنڈ دور کرنے کے لئے ایک سوال جمالی سے پوچھا۔ اس نے کہا "جمالی! کیا آپ کرپا کر کے بتا سکتے ہیں کہ کیا چیتن اور جڑ غیر فانی ہیں یا فانی؟ آپ اپنی سروگیتا کا ثبوت اس سوال کا خاطر خواہ جواب دیکر دیجئے"۔

جمالی نے جب یہ سوال سنا تو اپنا سر نیچا کر لیا۔ اس کے جواب میں وہ ایک لفظ بھی نہ کہہ سکا۔ تب بھگوان مہاویر نے فرمایا "جمالی یہ دنیا جڑ اور چیتن کے سموہ کا نام ہے۔ یہ دونوں چیزیں مادی ہونے کی حیثیت سے تو دائمی ہیں۔ لیکن تغیر پانے کے خیال سے اس کے برعکس ہیں۔ میں یہ بات تمہیں ایک مثال دیکر سمجھاتا ہوں۔ تم جانتے ہو کہ اصلیت میں سونا ایک ہی چیز ہے لیکن اس کی ظاہرہ شکلیں بے شمار ہوتی ہیں۔ ایک ہی سونے کی چوڑی اور انگوٹھی بنائی جا سکتی ہے۔ یہ دونو شکل میں تو جدا جدا ہیں۔ لیکن بنی ہوئی ایک ہی سونے کی ہیں۔ چوڑی یا انگوٹھی بننے سے پہلے بھی سونا ایک اور شکل میں موجود تھا۔ اب وہ چوڑیوں اور انگوٹھی کی شکل میں موجود ہے اور اگر ان کو ڈھلا دیا جائے تو پھر بھی ایک دوسری شکل میں موجود رہیگا۔ اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ سونا تو دائمی چیز ہے۔ لیکن اس کی مختلف شکلیں جیسے کہ چوڑیاں اور انگوٹھیاں ناقص ہونیوالی ہیں اور اس لئے وہ تغیر پذیر ہیں۔ یہی اصول اس سنسار پر لاگو ہوتا ہے۔ آتما یا روح حقیقتاً ایک ہے اور زندگی اور موت اس کے مختلف منازل ہیں۔ ان منازل کے خیال سے تو آتما تغیر پذیر ہے۔ ورنہ وہ دائمی اور ناقابل تغیر ہے"۔

بھگوان مہاویر کی اس اونچے درجے کے گیان سے بھرے ہوئے اپدیش کا جمالی کے دل پر ایک رتی بھی اثر نہ ہوا۔ کیونکہ باطل نے اس کے من پر اپنا اثر جمایا ہوا تھا۔ اور یہی وجہ تھی کہ وہ ستیہ اور استیہ میں کوئی تمیز نہ کر سکتا تھا۔ بھگوان نے جو مثال سنائی تھی۔ وہ اس نے ایک کان سے سنکر دوسرے کان

سے نکال دی۔ وہ یک لخت کھڑا ہو گیا۔ اور فوراً سموسرن سے باہر چلا گیا۔ یہ حقیقت ہے کہ ریت میں سے تیل نکالنا سہل ہے۔ میدان سراب سے نرضی پانی کے ذریعہ پیاس بجھانا ممکن ہے۔ خرگوش کے سر پر سینگ اگنا ممکن ہے۔ لیکن ایک بیوقوف گھمنڈی اور خود پسند انسان کو راہِ راست پر لانا ممکن نہیں۔ جمالی کو اپنے تھوڑے سے گیان کا بڑا غرور تھا۔ اور اس وجہ سے اسے راہِ راست پر لایا نہ جا سکتا تھا۔ جیسے کہا ہے کہ "نیم حکیم خطرہ جان اور نیم ملا خطرہ ایمان" ایسے ہی ادھورا گیان بھی خطرناک ہوتا ہے۔ اور اس کے باعث جمالی کے دل میں غرور سما گیا تھا۔

# کمہار دھانک اور پریہ درشن کی غفلت سے بیداری

ایک دن دوران سفر جمالی ایک کمہار شراوک کے پاس گیا۔ اس کمہار کو پریہ درشن کی تکلیف کا احساس ہوا۔ اور وہ اسے ٹھیک راستے پر لانا چاہتا تھا۔ ایک دن اسے یہ موقع مل گیا۔ جبکہ وہ اپنے برتن نکال رہا تھا اس نے ایک جلتا ہوا کوئلہ پریہ درشن کے کپڑوں پر پھینک دیا۔ اس سے کپڑوں میں آگ لگ گئی۔ اس پر پریہ درشن نے کمہار کو اس شرارت کی وجہ سے گالیاں دینی شروع کیں۔ تب کمہار نے کہا۔ اے نیک خاتون! تم فضول جھوٹ بول رہی ہو۔ تم تو کہتی ہو کہ تمہارے کپڑے جل گئے۔ لیکن تمہارے اپنے عقیدہ کے مطابق جب تک یہ کپڑے خاکستر نہ ہو جائیں تب تک تمہارا ایسا کہنا نادرست ہے۔ یہ تو بھگوان مہاویر کا ہی فرمان ہے کہ جو جلتی ہوئی چیز کو جلا ہوا کہتے ہیں۔ لیکن تم تو ایسا نہیں مانتیں۔ کمہار کے ان الفاظ سے پریہ درشن کی آنکھیں کھل گئیں۔ اب اس نے بھگوان مہاویر کے فرمان کے ٹھیک معنی محسوس کیے۔ اس نے کمہار کو کہا۔ اے دھانک! مجھے آپ کی

گفتگو سے تسکینِ قلب حاصل ہوا ہے۔ تمہارا فرمان سچا اور اعلیٰ ہے۔ میں نے اتنے عرصہ تک غلطی سے جمالی کی تعلیم پر اعتقاد بنائے رکھا۔ آج آپ نے میری باطنی آنکھیں کھول دی ہیں۔ اس لئے جو کچھ میں اپنی جہالت سے آج تک کرتی رہی ہوں۔ اس کے لئے دل سے پشچا تاپ کرتی ہوں۔ مہاویر نے یہ دیکھ کر کہ یہ درشن اب سیدھی راہ پر آ گئی ہے۔ اسے کہا کہ اے نیک خاتون! اگر تم کو حقیقتاً پشچاتاپ ہوا ہے تو تمہیں فوراً بھگوان مہاویر کی شرن میں جانا چاہیئے۔ چنانچہ اس نے جمالی کے ساتھ سب تعلقات ختم کر دئے۔ اور جب دوسرے جیوں نے یہ بات دیکھی تو وہ بھی جمالی کو چھوڑ کر بھگوان مہاویر کی شرن میں چلے گئے۔ لیکن باوجود اس کے جمالی کے خیالات میں کوئی تبدیلی نہ آئی۔ وہ کئی سال تک اِدھر اُدھر گھومتا رہا۔ لیکن اپنی عمر کے آخری دنوں تک اسے شانتی نصیب نہ ہوئی۔ اپنے مرنے سے پیشتر اس نے دو دن تک کھانا نہ کھایا۔ اس کے مرنے کے کچھ عرصہ بعد گوتم سوامی نے بھگوان مہاویر سے پوچھا۔ کہ پربھو! کیا آپ کرپا کر کے یہ بتانے کی تکلیف گوارا فرمائیں گے کہ اس کی موت کے بعد جمالی کی کیا حالت ہوئی ہے؟ تب بھگوان نے جواب دیا کہ جمالی لانتک نامی دیو لوک کے طبقہ میں گیا ہے۔ وہاں اپنی ایک زندگی بسر کرنے کے بعد وہ پھر سنسار چکر میں پڑیگا۔ اور وہ پشوؤں کی یونی میں جائیگا۔ بلاشبہ اسے موکش تو حاصل ہو گی۔ لیکن اس سے پیشتر اسے بہت سے دکھ اُٹھانے پڑینگے۔ کیونکہ دھارمک پرشوں کی سبکی اور مخالفت کرنے کا یہی پھل ملتا ہے۔ اس واقعہ کے جلدی ہی بعد بھگوان مہاویر وہاں سے وہار کر کے آگے چلے گئے۔

## اعلیٰ ترین شراوک گاتھاپتی آنند کا حال

بھگوان مہاویر اپنی خاکِ پا سے کئی مقامات کو پاک کرتے ہوئے ایک

دن ایک گاؤں واجنیہ نامی میں پہنچے ۔ جو کہ اس وقت راجہ جیت شترو کے قبضہ میں تھا ۔ وہاں پر بھگوان مہاویر نے ہزار ہا نرناریوں کو اپنا اُپدیش سنایا ۔ لیکن اس سارے مجمع میں وہاں کے سب سے زیادہ گاتھاپتی مال دار آدمی آنند کا نام قابلِ ذکر ہے ۔ کہتے ہیں کہ اُس شخص کے پاس بارہ کروڑ سونے کے سکّے تھے ۔ بھگوان مہاویر کے اُپدیش سے اُسے اِتنا لطف آیا کہ اس نے شراوک کا دھرم اختیار کر لیا ۔ اور اس دن سے بڑی سادہ زندگی بسر کرنی شروع کی ۔ کام ۔ کرودھ ۔ لوبھ اور موہ کو اس نے خیرباد کہی ۔ غرضیکہ ہم کہہ سکتے ہیں کہ اس نے ہر طرح سے نہایت اعلیٰ زندگی بسر کرنا شروع کر دی ۔ گاتھاپتی آنند کا اس پوتر جیون کے باعث ہی جین شاستروں میں اس کا نام جگہ بجگہ آیا ہے ۔ جن اوصاف کے باعث اس کی اتنی شہرت ہوئی ۔ وہ مفصلہ ذیل تھے ۔

۱ - وہ بھگوان مہاویر کے بتلائے ہوئے احکام کے مطابق بغیر کسی چون و چرا یا بداعتقادی کے اپنی زندگی بسر کرتا تھا ۔

۲ - جو کچھ اُسے حاصل تھا اُس سے زیادہ حاصل کرنے کی اُسے کبھی خواہش نہ ہوئی تھی ۔ کیونکہ وہ جانتا تھا کہ جو انسان دولت کے پیچھے بھاگتا ہے اسے ایک دن کسی نہ کسی طرح سے ذلیل ہونا پڑتا ہے ۔ وہ اپنے دل میں کہا کرتا تھا کہ جس آدمی کو دولت حاصل ہو جاتی ہے وہ مغرور ہو جاتا ہے ۔ اور جس کا دھن کھو جاتا ہے اسے رنج ہوتا ہے ۔ اس لئے خوش وہی انسان رہ سکتا ہے کہ جو قانع ہے ۔ اور زیادہ دھن پراپتی کی خواہش نہیں رکھتا یہ دھن ہی ساری بلاؤں کا باعث ہوتا ہے کیونکہ اول تو اس کے کمانے میں کتنی محنت اٹھانی پڑتی ہے اور پھر اسکو محفوظ رکھنے کے لئے کتنی تشویش رہتی ہے ۔ اور اگر یہ ضائع ہو جائے تو اس کے مالک کو غایت درجہ کا رنج ہوتا ہے ۔ اِس لکشمی کے بھگتوں کی جان ہمیشہ خطرہ میں ہوتی ہے بعض

اوقات تو مالدار آدمیوں کے بال بچے اور دوسرے ناطی ہی دست بدعا ہوتے ہیں کہ وہ جلدی ہی اس جہان سے رخصت ہو جائے۔ ان تمام تکالیف کا موجب یہ دولت ہی ہے۔

۳۔ یہ گاتھاپتی بڑا دان ویر تھا۔ جو کوئی اس کے دروازہ پر آتا تھا۔ وہ اپنی مراد پائے بغیر واپس نہیں جاتا تھا۔ شراوک آنند ہر کہ ومہ کا پُر جوش خیر مقدم کرتا تھا۔ اور دل و جان سے ان کی خدمت کرتا تھا۔

۴۔ وہ جیتا اسی لئے تھا۔ تاکہ وہ اپنے دھارمک فرائض کو سرانجام دیوے۔ لیکن وہ دھارمک فرائض کی ادائیگی اسلئے نہ کرتا تھا کہ وہ جیتا رہے

۵۔ وہ اس مصداق کا معتقد تھا کہ انسان کی زندگی سادہ ہو۔ اور اس کے خیالات اعلیٰ ہوں۔ اور یہی وجہ تھی کہ وہ ہمیشہ خوش وخرم رہتا تھا۔

۶۔ وہ اہنسا دھرم کا سچا معتقد تھا۔ اور اس کا یہ اعتقاد زبانی جمع خرچ نہ تھا بلکہ عملی تھا۔ وہ اہنسا کے اصولوں کا سچا پجاری تھا۔

گاتھاپتی آنند کی دھرم پتنی شِوانندا نے بھی اپنے پتی کے ساتھ شراوِکا بننے کا برت لیا تھا۔ ایک گرہستی شراوک کے لیے جو بارہ برت لکھے ہیں۔ ان کو کوئی بھی انسان بلا خاص مقام وقت یا درجہ کے اختیار کر سکتا ہے اس طرح سے وہ دونوں میاں بیوی مخلوق کی بھلائی کے لیے دل و جان سے کوشش کرتے تھے۔

# کام دیو جی کا شراوک بننا

ایک دفعہ بھگوان مہاویر چمپا شہر میں گئے اور وہاں کئی دھرم اپدیش دئے۔ حاضرین میں جین اور غیر جین لوگ شامل ہوئے تھے۔ اور سب کے سب ان کی شکشا کو بہت پسند کرتے تھے۔ لیکن ایک آدمی جس نے کہ بھگوان کی تعلیم کو سمجھنے کی کوشش کر کے ان کے مطابق اپنا جیون بنایا۔ وہ گاتھاپتی

کام دیو جی تھے۔ یہ گاتھاپتی اپنے وقت کا ایک بڑا ساہوکار تھا۔ اور اس کے پاس قریباً ۱۸ کروڑ طلائی موہریں تھیں۔ بھگوان کے اُپدیشوں کا اس پر اتنا اثر ہوا کہ وہ فوراً بھگوان کے پاس گیا۔ اور شراوکوں کے بارہ برت دھارن کرنے کا عہد لیا۔ اس نے بھی اپنی زندگی کو آنند شراوک کی طرح بہت اعلےٰ بنا یا۔ اس کی پتنی بھدرا نے بھی شراوکا کے برت دھارن کئے۔ وہ ایک بڑی سچی خاتون تھی۔ زن وشوہر دونوں نے اپنی زندگی دھرم کی سیوا کے لئے ارپن کر دی۔ بھگوان مہاویر کام دیو اور ان کی پتنی بھدرا کو شراوک۔ اور شراوکا بنا کر وہاں سے رخصت ہوگئے۔

ایک دن کام دیو جی پوشدھ برت کا پالن کر رہے تھے۔ کہ ایک دیوتا ان کی دھرم لگن کو آزمانے کے لئے وہاں گیا۔ کام دیو جی کے روبرو وہ ایک خوفناک دیو کی شکل میں نمودار ہوا۔ اور اس کو کئی طرح سے خوفزدہ کرنے لگا۔

یہ تو ظاہر ہے کہ جب ہم کسی ہیبت ناک ہستی کی بابت کچھ سنتے ہیں یا کچھ خود ہی خیال کرتے ہیں۔ تو ہمارے پاؤں کے نیچے کی زمین کھسکنے لگتی ہے، اور مارے خوف کے ہمارا دل کانپ اُٹھتا ہے، حتیٰ کہ ہم اپنے آپ کو بھی بھول جاتے ہیں۔ اور باوجود زندہ ہونے کے مُردہ سے بن جاتے ہیں۔ لیکن کام دیو اپنی جگہ سے ایک قدم بھی نہ سرکے۔ کیونکہ وہ اُپاسنا کے اندر مگن تھے، سچ ہے حقیقی مستقل مزاج انسان اسی قسم کے ہوتے ہیں۔ پرلے کال کی ہواؤں سے پہاڑ بھلے ہی ٹل جائیں۔ لیکن اولوالعزم مردوں کے ارادے قائم رہتے ہیں۔ خواہ کیسی ہی مصیبتیں آئیں۔ ایسے انسان نہ کرنے والی بات کبھی نہیں کرتے اور کرنے والی سے پرے نہیں ہٹتے۔ خواہ انہیں اپنی جان کو خطرے میں ڈالنی پڑے۔ یہی ان کا دھرم ہوتا ہے۔ اور یہی ان کا نیم۔ نہ تو انہیں اپنی دولت کے نقصان کا کچھ افسوس ہوتا ہے اور نہ ہی موت کے ساتھ دوچار ہونے سے خوف کھاتے ہیں۔ صرف ایک بات جس کا انہیں دھیان

ہوتا ہے۔ وہ یہ ہوتی ہے کہ اپنا دھرم نہ چھوڑیں۔ پس جب وہ دیوتا اپنی روباہ کاریوں میں ناکام رہا۔ تو اس نے ایک ہاتھی کا روپ دھارن کیا۔ اور کام دیو جی کو اپنی سونڈ میں اٹھا کر لے چلا۔ اس ہاتھی نے کام دیو جی کو ہوا میں اُچھالا۔ اور گرتے پر اپنے دانتوں پر سنبھال لیا۔ پھر اس کو زمین پر پٹک دیا۔ اور اپنے پاؤں کے نیچے روندنا شروع کیا۔ لیکن کام دیو جی نے ان تمام تکالیف کو بالکل محسوس نہ کیا۔ وہ بدستور اپنی دھیان میں لگے رہے۔ جب دیوتا کی تمام طاقت ختم ہوگئی تو اس نے ہاتھی کا جسم چھوڑ کر ایک بڑے زہریلے سانپ کا روپ دھارن کیا۔ چنانچہ اس نے کام دیو جی کے جسم پر جگہ بجگہ ڈنک چلائے۔ لیکن کام دیو جی کی دھیرتا اور سہن شیلتا کے سامنے اسکی ساری شیخی کرکری ہوگئی۔ تب اس نے شرارت کرنی بند کر دی۔ اب کام دیو جی کو اپنی قوت برداشت کا اندازہ معلوم ہوگیا۔ اور اس نے محسوس کیا۔ کہ وہ ان سے بھی زیادہ تکلیفیں جھیلنے کے قابل ہے۔ یہ کہ وہ سچا بھگت ان سے بھی بڑے دُکھوں کو سہنے کے لئے دل ہی دل میں تیار ہو رہا تھا۔ تو دیوتا اپنے دل میں اس کے صبر استقلال اور دھرم پرستی کی تعریف کر رہا تھا۔ اب دیوتا زیادہ دیر تک اپنی مکروہ کارروائیوں کو جاری نہ رکھ سکا۔ اور اپنی اصلی شکل میں کام دیو جی کے سامنے نمودار ہوا۔ اس نے اپنی بدعنوانیوں کی معافی مانگی۔ اور بہت پشچاتاپ کیا۔ آخر میں اس نے کام دیو جی کی صدق دل سے تعریف کی۔ اور پھر اپنے مقام کو چلا گیا۔

اب کام دیو جی نے اپنا وہ برت بغیر مزید خلل اندازی کے پورا کر لیا۔ ٹھیک اس وقت جبکہ وہ برت سماپت ہوا۔ یکایک بھگوان مہاویر وہاں آئے۔ ان کے اُپدیشوں کو سننے کے لئے لوگ جوق درجوق ہر طرف سے آپہنچے۔ بھگوان مہاویر نے لوگوں کے اس جم غفیر کے درمیان آسن جمایا۔ اور ان تمام تکلیفوں کا جو کہ دیوتا نے کام دیو جی کو پہنچائی تھیں۔ نہایت درد

بھرے طریقے سے بیان کیں۔ اور اس طرح انہوں نے خود بخود کام دیو جی کی شہرت دنیا میں پھیلائی۔

# کُنڈکولک شراوک کی مشہوری

ایک دفعہ بھگوان مہاویر وارانسی اور البھکا کے شہروں کی طرف گئے اور وہاں چولنی پیتا سورد یوجی اور چول شتک جی کو شراوکوں کے زمرہ میں شامل کیا۔ اس کے بعد وہ کمپیل پور میں گئے۔ جہاں ایک گرہستی کُنڈکولک نامی رہتا تھا۔ اس کی پتنی کا نام پُسا تھا۔ کُنڈکولک کے پاس اٹھارہ کروڑ سونے کی مہریں اور ساٹھ ہزار گئوئیں تھیں۔ میاں بیوی دونو نے بھگوان مہاویر کے ہاتھ سے شراوک اور شراوِکا کا برت لیا۔ اس جگہ سے بھگوان کے چلے جانے کے بعد کُنڈکولک ایک دفعہ اپنے باغیچہ میں سامائک برت کو پورا کرنے کے لئے گیا۔ یہ باغیچہ اس کے مکان کے بالکل پیچھے تھا اس نے اپنی انگوٹھی اور کپڑے ایک پتھر کی شلا پر رکھ دئے اور خود دھیان میں مگن ہوگیا۔ اس کے جلدی بعد ایک دیوتا وہاں پر آیا۔ اور اسکی انگوٹھی اور کپڑے اٹھا کر لے گیا۔ اگرچہ انگوٹھی اور کپڑے بہت قیمتی تھے لیکن کُنڈکولک نے اس نقصان کا ذرا بھی افسوس نہ کیا۔ اور ٹھیک بھی یہی تھا۔ کیونکہ جب ہم دھیان میں لگیں۔ اس وقت تمام فکر اور چنتا کو دور بھگا دینا چاہیئے۔ ہمیں اپنی دھیان کی چیز پر ہی توجہ دینی درکار ہے۔ اور ہمیں اپنے دھیان میں تلینتا سے لگنا چاہیئے۔ کہ دنیا کی کوئی بلا بھی ہم کو ہلا نہ سکے۔ مراقبہ کی ایسی حالت کے بغیر کوئی کام درست طور پر نہیں ہو سکتا۔ کاروبارِ زندگی کے ہر شعبہ میں خواہ وہ جسمانی ہے یا دماغی۔ خواہ مجلسی ہے یا سیاسی۔ دلی توجہ قائم کرنا سب سے پہلی اور ضروری بات ہے۔ لیکن

یہ توجہ اس وقت تک ہونی ناممکن ہے جب تک انسان اپنی خیال کی طاقتوں کو ایک جگہ پر نہیں ٹھہراتا۔ دنیا میں سب سے بڑی طاقت قوتِ ارادی ہے لیکن یہ قوتِ ارادی اس وقت تک حاصل نہیں ہو سکتی جب تک دل کی قوتیں دنیا کے عیش و نشاط میں اُلجھی رہتی ہیں۔

ہر کس و ناکس جانتا ہے کہ سورج کی کرنیں کسی چیز کو جلانے کے قابل نہیں ہوتیں۔ جب تک کہ وہ کسی دلدار شیشے یا کسی اور اسی قسم کے دیگر آلہ میں سے نہ گذاری جائیں۔ یہی مثال طاقتِ دماغی پر عائد ہوتی ہے۔ بہرحال جب ہم سامائک برت لیں تو اس وقت ہمیں تمام قسم کے تفکرات سے بے نیاز ہونا چاہیئے۔ ہمیں اپنے دل کو پورے طور پر درست رکھنا چاہیئے۔ جب رنج و راحت سے واسطہ پڑے۔ اور اپنے من کو نفع نقصان۔ دوست دشمن۔ بُستی نندا اور سُکھ دُکھ کے خیالات سے برتر رکھنا چاہیئے۔ تمام مصیبتوں اور بندھن کا کارن موہ ہوتا ہے۔ اس لئے ہر ایک طالب نجات کے لئے لازمی ہے کہ جہاں تک ممکن ہو۔ وہ اپنے نفسی جذبات پر قابو پانے کی کوشش کرے انسان کا من اتنا طاقتور ہوتا ہے۔ کہ وہ پل بھر میں ساری دنیا کو بنا یا بگاڑ سکتا ہے۔ اس قسم کے خطرناک من کی خواہشات کو بیخ و بُن سے نیست و نابود کر کے اور اپنے سواس کو قاعدہ میں باندھ کر قابو میں لانا چاہیئے۔ کہا گیا ہے کہ یہ من ہی انسان کے بندھن اور مکتی کا کارن ہوتا ہے اور یہ بات بالکل درست ہے۔ سامائک برت لینے کے وقت ہمیں اپنی ذات کو بھی بھول جانا چاہیئے۔ مقبوضات کا تو کہنا ہی کیا۔ کُنڈ کولک نے اس برت کا راز پوری طرح سمجھ لیا تھا۔ اور یہی وجہ تھی۔ کہ اس کو اپنی انگوٹھی اور کپڑوں کے کھو جانے کا ذرا بھی رنج نہ ہوا۔ انگوٹھی اور کپڑے چرا نے کے بعد دیوتا آسمان کی طرف گیا۔ اور پھر یکایک ٹھہر کر اس نے کنڈ کولک سے کہا۔ اے کُنڈ کولک! تم [illegible] کے مسئلہ ہونہار کے پیرو کیوں نہیں بن جاتے اگر

تم اس کا دھرم قبول کرلو۔ تو تم کو اس قسم کے برتوں سے اپنے آپ کو تکلیف دینے کی ضرورت نہ رہے گی۔ تم جانتے ہو کہ جو کچھ ہونہار ہے۔ وہ دیر یا سویر ہوکر ہی رہے گی۔ پھر تم بھگوان مہاویر کے کرم کے فلسفے کی پیروی کر کے کیوں فضول تکلیف اُٹھا رہے ہو؟ تب کُنڈ کولک نے کہا کہ اے دیوا شاید تمہارا کہنا ٹھیک بھی ہو۔ لیکن پھر بھی کیا ہے۔ جو چیز ہمیں ظاہرہ دکھائی دے رہی ہے اس کی ہستی کا ثبوت درکار نہیں ہوتا۔ اگر یم اور نیموں کا پالن کرنا کوئی فائدہ نہیں دیتا۔ تو تم اپنی غیر قدرتی طاقت کیسے حاصل کر سکوگے؟ دیو نے جواب دیا کہ میں نے یہ دیوتا پن بغیر کسی یم یا نیم کی پابندی کے حاصل کیا ہے تب کُنڈ کولک نے کہا کہ اگر تم نے یہ اپنا دیوتا پن بغیر کسی تپسیا کے حاصل کیا ہے تو براہ مہربانی فرمائیے۔ کہ کیوں اس دُنیا کی ساری مخلوق جو یم اور نیم کا پالن نہیں کرتی یا جن کو اُن کے پالن کرنے کا شعور نہیں وہ کیوں سب کے سب دیوتا نہیں بن جاتے۔ شراوک کنڈ کولک کے اس سوال کا کوئی جواب دیوتا کو بن نہ آیا۔ اس کی ساری شیخی فوراً ہی کرکری ہوگئی۔ اور اس کے بعد وہ وہاں لمحہ بھر بھی نہ ٹھہر سکا۔ اس نے وہ انگوٹھی اور کپڑے اسی پتھر پہ رکھ دئے۔ اور چلا گیا۔ اس کے جلدی ہی بعد کُنڈ کولک نے سُنا کہ بھگوان مہاویر دیہار کرتے ہوئے اس جگہ پہنچے ہیں۔ اس واسطے وہ ان کے دھرم اُپدیشوں کو سُننے کے لئے بھگوان کے سموسرن میں گیا۔ اپنے کیول گیان کے ذریعہ بھگوان مہاویر کو سب علم تھا۔ کہ کُنڈ کولک اور دیوتا کے درمیان کیا واقعات پیش آئے ہیں۔ اور اس لئے انہوں نے اس وقت کے بیٹھے ہوئے حاضرین کے سامنے وہ تمام قصّہ بالتفصیل بیان فرمایا اور اس طرح سے بھگوان نے خود ہی کُنڈ کولک کا نام ساری دُنیا میں مشہور کرنے کی کوشش کی۔ بھگوان مہاویر نے تمام سادھوؤں اور سادھویوں اور شراوک اور شراوکاؤں کو جمع کیا۔ اور ان سے کہا کہ یہ

کُنڈ کولک کے آتم وچار اور صدق دلانہ دھیان کا ہی نتیجہ ہے کہ اس نے دیوتا جیسی طاقتور اور عقلمند ہستی پر فتح پائی ہے۔ اسلئے جو آدمی روحانیت کی مسرتوں سے سرشار ہونا چاہتا ہے۔ اس کیلئے لازم ہے کہ ایک منٹ بھی بیکاری میں نہ گذارے۔ بیکاری سے انسان جھوٹ بولنے کا عادی ہو جاتا ہے اور جھوٹ بولنے سے آتمک شکتی کمزور پڑ جاتی ہے۔ آتم شکتی کے کمزور ہونے سے ہی اس دنیا کی ساری آفتیں نازل ہوتی ہیں۔ اس لئے جو انسان آتمک انتی کا طلبگار رہے۔ اُسے واجب ہے کہ کاہلی سے دور از دُور رہے اس کے بعد بھگوان مہاویر نے اپنا دار پھر شروع کیا۔

# سدال اسکڈال پتر (کمہار) کی غلط فہمی کا رفع کیا جانا

ایک دن بھگوان مہاویر پولاس پور میں پہنچے۔ جہاں سکڈال پُتر نامی ایک کمہار رہتا تھا۔ وہ گوشالا کا بڑا شردھالو بھگت تھا۔ وہ اپنے اصولوں کا اتنا پکا تھا کہ اس کے پاس جو بھی آتا تھا۔ اس کی بات چیت سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکتا تھا۔ بھگوان مہاویر کے وہاں پہنچنے کے ایک دن پیشتر ایک دیوتا نے سکڈال پتر کے پاس آکر کہا کہ اے سکڈال! تم بڑے خوش نصیب ہو۔ تمہیں ایک مبارک ہستی کے درشن ہونگے جو ماضی، حال، مستقبل تینوں زمانوں کا علم رکھتا ہے۔ جو بنی نوع انسان کا بہترین خیر خواہ ہے اور سچ سچ دیوتا سروپ ہے وہ تمہارے پاس کل آئے گا۔ دھیان رکھنا ان کی اچھی طرح سے خدمت تواضع کرنا۔

دیوتا یہ کہہ کر چلا گیا۔ سکڈال پتر دیوتا کی بات کو ٹھیک طور پر نہ سمجھا۔ اس نے سوچا کہ ایسا انسان تو جس میں یہ ساری خوبیاں ہوں میرا گورو

گوشالا ہی ہو سکتا ہے۔ اس لئے اس نے اُسی کے استقبال کے لیے تیاریاں کر لیں۔ دیوتا کے الفاظ سے اس کے دل میں ایک نئی اُمنگ پیدا ہو گئی۔ اور اپنے گورو میں اُس کا اعتقاد کئی گنا زیادہ ہو گیا۔ صبح کے وقت جب وہ گوشالا کی آمد کا انتظار کر رہا تھا۔ اس نے سُنا کہ بھگوان مہاویر تشریف لائے ہیں۔ یہ خبر سُنا کر اُسے بڑی حیرت ہوئی۔ لیکن دیوتا کے الفاظ پر یقین رکھتے ہوئے وہ بھگوان کے درشنوں کے لئے آیا۔ اگرچہ اس کا اعتقاد تو بھگوان میں نہ تھا۔ تاہم اس نے اُن کے وچن امرت سُنے اور بڑا آنند محسوس کیا۔ اس کو یہ بھی معلوم ہو گیا۔ کہ بھگوان مہاویر کو دیوتا کی آمد اور اطلاع دہی کا بھی علم ہے۔ اب رفتہ رفتہ دل ہی دل میں اس نے بھگوان کی سروگیتا کا یقین ہونے لگا۔ چنانچہ وہ بھگوان کے قدموں پر جھک گیا۔ اور التجا کی کہ "بھگوان! میری دکانات شہر کے مُضافات میں واقعہ ہیں۔ میں ایک اگیانی اور غلطی کا مبتلا ہوں۔ آپ کرپا کر کے میرے پاس قیام فرمایئے۔ آپ کے وہاں پر وراجمان ہونے سے بہت سے لوگوں کو دھرم لابھ ہو گا۔ اور میرے تمام مذہبی شکوک رفع فرما کر مجھے ممنون فرمایئے۔ بھگوان نے اس کی دعوت قبول کی۔ اور کچھ عرصہ تک اسی کے پاس ہی قیام فرمایا۔

ایک دن جبکہ سکڈال کے بنائے ہوئے مٹی کے برتن اس کے ملازمین دھوپ میں سکھا رہے تھے۔ بھگوان مہاویر نے سکڈال کے شکوک کو رفع کرنے کا یہ موقعہ غنیمت سمجھا۔ چنانچہ انہوں نے فرمایا۔ سکڈال! ذرا بتاؤ۔ کہ یہ برتن تم نے کیسے تیار کئے تھے؟ سکڈال نے جواب دیا۔ بھگوان! میں پہلے مٹی لایا پھر اُسے کوٹ کر باریک کیا۔ اور پانی ملایا۔ جب مٹی گندھ کر تیار ہو گئی۔ تو چکر پر رکھ کر چکر کو گھما کر اس کے برتن بنائے گئے۔ تب بھگوان نے پوچھا۔ "کیا برتنوں کی تیاری میں کسی طاقت۔ محنت یا بنانے والی کی ضرورت محسوس ہوئی یا کہ وہ از خود تیار ہو گئے؟

سکڈال تو گوشالا کا بھگت تھا۔ اور ہونہار کا ماننے والا تھا۔ اس کا عقیدہ یہ تھا کہ جو ہونہار ہے وہ ہو کر ہی رہتی ہے۔ خواہ بیرونی اسباب مہیا ہوں یا نہ۔ بھگوان اس بات کو جانتے تھے۔ اس لئے انہوں نے مزید فرمایا کہ سکڈال ذرا دھیان دیکر بتلا تا کہ اس آدمی کے خلاف تم کیا کارروائی کروگے۔ جو تمہارے برتن ادھر ادھر پھینک دے یا انہیں توڑدے یا چرا کرلے جائے؟ یا ایک ایسے آدمی سے کیا سلوک کروگے۔ جو تمہاری دھرم پتنی کی عفت تباہ کردے؟ سکڈال نے جواب دیا۔ کہ میں اسے اپنی حسب خواہش سزا دونگا بلکہ اگر میرا بس چلے تو میں اس کو جہنم پہنچادونگا تب بھگوان مہاویر نے فرمایا کہ جواب دینے سے پہلے ذرا اچھی طرح سے مسلہ پر غور کرلو۔ کیونکہ تم خود اپنے ہی عقیدہ کی تردید کررہے ہو۔ کیونکہ تم مانتے ہو کہ ہونہار ٹل نہیں سکتی پھر تم اس آدمی کے خلاف کیوں اظہار ناراضگی کرو۔ جو ہونہار کے مطابق تمہیں گزند پہنچاتا ہے؟ جب برتنوں کا ٹوٹنا یا چرایا جانا یا تمہاری دھرم پتنی کی عصمت کا خراب کیا جانا ہونہار ہے۔ اور اس میں کسی کا بس چارہ نہیں تو تم اس کے واقعہ ہونے میں کس طرح مخل ہوسکتے ہو؟ اسکی ناراضگی کیوں مانو؟ سکڈال نے جب بھگوان کے یہ الفاظ سُنے تو ما نو اس کے قلب میں ایک روشنی سی نمودار ہوئی۔ گوشالا کا ہونہار کا عقیدہ اسے کچھ بودا سا معلوم ہُوا۔ اور اس کے خلاف اس کے دل میں نفرت سی ہوگئی۔ تب سکڈال بھگوان کے قدموں پہ گر گیا۔ اور گڑگڑا کر کہنے لگا۔ اے سروگیہ پربھو! آپ ہر ایک کے دل کے اندرونی بھاو جانتے ہیں۔ آپ مجھ پر رحم کھائیے۔ میں آپ کی پناہ مانگتا ہوں۔ ہونہار کے عقیدہ نے تو میری بربادی کردی ہے۔ میں گمراہ ہوچکا ہوں۔ مجھے اپنے چرنوں کی پوجا کی عزت بخشیئے۔ مجھے آپ اپنی قیادت میں قبول فرمایئے۔ اور اپنا خادم بنا لیجئے۔ اس پر بھگوان نے سکڈال کو جین دھرم کے سیاد واد سدھانت کی تشریح فرمائی۔ اور

اسے شراوک بنا دیا۔ اس کے بعد بھگوان وہاں سے وہار کر گئے۔
کچھ عرصہ کے بعد گوشالا کو پتہ لگا کہ سکڈال نے اپنا عقیدہ بدل لیا ہے۔ اسے بھگوان مہاویر پر بڑا غصہ آیا۔ اور وہ دل ہی دل میں کہنے لگا۔ "بھگوان مہاویر کی کیا بساط ہے کہ وہ میرے پیرو کے خیالات کو بدل دے۔ میں ابھی جاتا ہوں۔ اور اسے پھر اپنا معتقد بناتا ہوں" یہ خیال دل میں لاکر اس نے اپنے چیلوں کو اکٹھا کیا۔ اور اپنے ارادہ کی تکمیل کیلئے روانہ ہو گیا۔
سکڈال کے پاس جب گوشالا معہ اپنی بھگت منڈلی کے پہنچا۔ تو اس نے کوئی خاص تعظیم نہ کی۔ بلکہ اچھی طرح سے مخاطب بھی نہ ہوا۔ جب گوشالا نے محسوس کیا کہ بھگوان مہاویر کے الفاظ کا سکڈال کے دل پر گہرا اثر ہو چکا ہے۔ تو اس نے گفتگو کا پہلو بدل کر بھگوان مہاویر کی تعریف کرنی شروع کر دی۔ اس نے کہا کہ "اے سکڈال! کیا تمہیں علم ہے کہ بھگوان مہاویر جو کہ مہادھرم کو بہترین طریق پر بیان فرماتے ہیں۔ آج یہاں تشریف لائے تھے؟" تب سکڈال نے مثبت میں جواب دیتے ہوئے کہا۔ کیا آپ اس مسئلہ پر اپنے عقیدہ کے متعلق ان سے مناظرہ کرنا چاہتے ہیں؟ تب گوشالا نے کہا۔ نہیں۔ کیونکہ جس طرح وہ پرندہ جس کے پر باندھ دئے گئے ہوں اڑنے سے معذور ہوتا ہے۔ اسی طرح سے بھگوان کے سامنے میری زبان بند ہو جاتی ہے" یہ سنکر سکڈال کہنے لگا۔ کہ آپ کی زبان سے بھگوان مہاویر کی ثناگوئی سنکر مجھے بڑی فرحت ہوئی ہے۔ اس لئے میں آپ کی تعظیم کرتا ہوں۔ اور ملتجی ہوں۔ کہ آپ میرے پاس ہی قیام فرمائیے۔ میں آپ کے خورد و نوش اور رہائش کا انتظام کر دونگا" گوشالا نے اس کی دعوت کو قبول کیا۔ اور وہیں ٹھہر گیا۔ تب گوشالا نے ہرچند سکڈال کو اپنے دائرۂ عقیدت میں لانے کی کوشش کی۔ لیکن وہ سب لاحاصل ثابت ہوئی۔ سکڈال کے دل پر بھگوان کے دھرم کا رنگ چڑھ چکا تھا۔ اور اب اس

دوسرے رنگ کا چڑھنا ممکن نہ تھا۔ آخر کار جب گوشالا نے دیکھا کہ ان تلوں میں اب تیل نہیں اور میری دال اب وہاں نہیں گلتی تو وہ وہاں سے معہ اپنے چیلوں کے رخصت ہو گیا۔

# بھگوان مہابیر کا راج گرہ میں جانا

وہار کرتے ہوئے ایک دن بھگوان مہاویر راج گرہ میں آئے۔ وہاں پر مہا شتک جی پر ان کے اُپدیشوں کا بڑا اثر ہوا۔ ان کے شراوکوں کے بارہ برت دھارن کئے۔ اور دیگر شراوکوں کی طرح اپنی زندگی کو بہتر بنانے کی کوشش کرنے لگا۔ وہ اور اس کے ساتھی شراوک بھگوان مہاویر کے فرمان کے مطابق اپنی زندگی گذارنے لگے۔ اور ان کی نیک شہرت بڑی دور دور تک پھیل گئی۔ ان شراوکوں کا مفصل حال جین سوتروں میں آتا ہے۔ ان کے مطالعہ سے بہت سے سبق حاصل کئے جا سکتے ہیں۔ آج ہم لوگ بھی اپنی زندگی کو اسی سانچہ میں ڈھال سکتے ہیں۔ ہمیں پیکر انسانی کی اہمیت کو سمجھنا چاہیئے۔ خودی اور خود غرضی کے جذبات سے مغلوب نہ ہونا چاہیئے۔ رنگ ونسل یا ذات پات کا اختلاف باعث امتیاز نہ ہونا چاہیئے۔ بھگوان مہاویر کے اُپدیش کسی ذات یا قوم کے لئے نہیں بلکہ پرانی ماتر کے لئے ہیں۔ بلکہ برخلاف اس کے ہمیں اپنے دل میں اخوت۔ ہمدردی اور خدمتگزاری کے پاکیزہ جذبات اختیار کرنے چاہئیں۔ ساری دنیا کو ایک ہی خاندان سمجھ کر خدمت قربانی ایثار۔ خود ضبطی اور ریاضت کے ذریعہ اپنی زندگی میں اُبھار لانا چاہیئے۔ انہی اوصاف حسنہ کا حاصل کرنا ہی انسان کے سچے تمدن۔ حقیقی کامیابی۔ اور اصلی فضیلت کا اظہار کرتا ہے۔ اس قسم کا انسان بننے سے ہی ہم بلند مرتبوں کو پا سکتے ہیں۔ اس قسم کی انسانیت کے مقابلہ پر اس دنیا کا سارا زر و مال۔ طاقت۔ شہرت۔ راحت اور لطف سب بے حقیقت شئے

ہے ۔ یہ چیزیں تو گویا اس زندگی کا پاسنگ بھی نہیں ہوتیں۔ اگر ہم اس قسم کی زندگی بنائیں۔ دنیا کی کوئی طاقت نہیں جو ہماری ذات پر کسی قسم کی نقطہ چینی کر سکے۔ یا کسی جگہ اپنی چھوٹی انگلی بھی رکھ سکے۔

یہ راستی کی ہی طاقت ہے کہ جس کو اختیار کر کے ہمارے بزرگان سلف ناممکن کو ممکن اور غیر اغلب کو اغلب بنا دیتے تھے۔ وہ جہاں جاتے تھے خواہ وہ راجہ کا دربار ہو یا عوام کی پنچایت وہ صداقت اور دیگر نیک اوصاف کو اپنے ساتھ ہی لے جاتے تھے۔ اور انہی اوصاف کے باعث وہ مکرم و معظم بنتے تھے جو لوگ ان پاکیزہ ہستیوں کے تعلق میں آتے تھے۔ ان کی بھی بدعادات مثلاً جھوٹ۔ کاہلی وغیرہ دور ہو جاتی تھیں۔ لوگ مہاویر سوامی کے ایسے سچے پیروؤں سے نیک اسباق سیکھنے اور نیک نصائح حاصل کرنے کے خواہشمند رہتے تھے۔ کیونکہ انہیں ان مہاتماؤں کی صدقدلی کا پورا پورا الیقین ہوتا تھا۔ اور وہ جانتے تھے۔ کہ وہ سادھو لوگ خود تو نقصان یا تکلیف اٹھائیں گے۔ لیکن کسی کو تکلیف نہ دیتے تھے۔ انہیں اعتماد کا کھونا آتا ہی نہ تھا۔ پرانی ماتر سے پریم کرنا۔ ان کی زندگی کا نصب العین ہوتا تھا۔ ہمیں بھی واجب ہے کہ نیک خیالات اور نیک صحبت سے اپنی آتما کو پوتر بنائیں۔ تبھی ہم اپنی زندگی کو سپھل کر سکتے ہیں اور تبھی ہم مکتی منزل کی سڑک پر گامزن ہو سکتے ہیں۔

زندگی کبھی قابل قدر یا کامیاب نہیں بن سکتی۔ جبتک ہم اپنے اندر لطافت۔ سادگی۔ غمخواری اور سکونِ قلب کے لطیف جذبات پیدا نہ کریں اور نیز جب تک ہم قولاً و فعلاً اپنی قابلیت اور بساط کے مطابق عوام کی زیادہ سے زیادہ خدمت نہ کریں۔ ساتھ ہی یہ بھی لازم ہے کہ ہم اپنے دل سے نفرت۔ غیریت اور کینہ و کدورت کے ناپاک جذبات کو بیخ و بُن سے اکھاڑ پھینکیں۔ نیز یہ بھی ضروری ہے کہ ہم کسی اور کے حق پر ہاتھ

نہ ڈالیں۔ نہ ہی ہم خودغرض اور مطلب پرست بنیں۔ نہ ہی اپنے رتبے یا دولت کے زعم میں کسی کی تحقیر کریں۔ نیز ہم اپنے دل کو دھوکہ فریب۔ ریا و تصنع سے پاک کریں۔ اور اس میں شردھا اور اعتقاد کے پھول اگائیں۔ اور ہر ایک پرانی ماتر کی توقیر کریں۔ تبھی ہم اس قابل ہو سکتے ہیں کہ نروان پد کے شاہراہ پر قدم رکھ سکیں۔ اگر ہم اپنی زندگی کو اس سانچہ میں ڈھال لیں تب ہم موکش حاصل کرنے کی توقع کر سکتے ہیں۔ اگر ہم مستقل مزاجی سے اپنی زندگی کو اسی طریق سے چلاتے جائیں تو پھر ہمیں مکتی کی تلاش میں کہیں جانا نہیں پڑیگا۔ بلکہ مکتی خود ہماری تلاش میں آئیگی۔ اور ہمارے ساتھ واصل ہونے میں اپنی خوش قسمتی سمجھے گی۔ ہم اسی صورت میں بھگوان مہاویر کے سچے بھگت بن سکتے ہیں۔ کہ جب ہم ایمانداری اور استقلال سے اس کی راہ پر چلیں۔ اور تبھی موکش کے حقدار بن سکتے ہیں۔ جب ان کے بنائے ہوئے اصولوں کی پیروی کریں۔ آؤ محض لفاظی بحث اور لاحاصل بدزبانی باتوں کو خیرباد کہہ کر میدان عمل میں اتریں۔ اور بھگوان مہاویر کے اصولوں کے مطابق اپنی زندگی کو بنائیں۔ ہیں ہم خود تو بھگوان مہاویر کے احکام سے روشنی حاصل کریں۔ تاکہ باقی لوگ ہم سے اسی روشنی کو لے سکیں۔

# مہاراجہ شرنیک کی بیداری

راج گرہ کا راجہ اس وقت شرنیک تھا۔ بھگوان مہاویر راج گرہ میں اس سے پیشتر کئی بار تشریف لائے تھے۔ لیکن شرنیک کو انکے درشنوں کا موقعہ نہ ملا تھا۔ ایک دن جب راجہ شکار کے لئے گیا ہوا تھا تو اسے جنگل میں ایک سادھو ملا جس کا نام اناتھی تھا اور وہ بھگوان مہاویر کا پیرو تھا۔ راجہ نے اس سادھو کو پرنام کیا۔ اور کچھ دیر بات چیت کرتا رہا۔ انجام کار سادھو کی گفتگو کا راجہ کے دل پر اثر ہو گیا۔ اور وہ محسوس کرنے

لگا۔ کہ دُنیا فانی ہے۔ اور دنیاوی لذات حقیقت میں رنج و آلام دیتی ہیں چونکہ اُسے دنیا بالکل رُوکھی اور پھیکی معلوم ہوئی۔ اسلئے وہ جین دھرم کا پیرو بن گیا۔ اس راجہ کا تفصیلی حال اُترادھین سُوتر کے بیسویں ادھیائے میں درج ہے وہاں ملاحظہ ہو سکتا ہے۔

# مُنی پرسن چندر کا کیول گیان حاصل کرنا

ایک دفعہ بھگوان مہاویر وہار کرتے ہوئے پوتن پور پہنچے۔ وہاں کے لوگوں نے بڑا پرجوش استقبال کیا۔ وہاں کا راجہ پرسن چندر بھگوان کے درشنوں کو آیا۔ جونہی اُس نے بھگوان کے وچن امرت سُنے اس کے سابقہ نیک کرم جاگ اُٹھے اور اس کے دِل میں دُنیا کے متعلق ویراگ پیدا ہو گیا۔ وہ گھر واپس آیا۔ اپنے بیٹے کو بلایا۔ اور اسی دن تاج شاہی اُس کے سر پر رکھدیا۔ راجہ کے وزیروں نے راجہ کو اپنے ارادہ سے باز رکھنے کی کافی کوشش کی۔ لیکن وہ اپنے عزم پر ڈٹا رہا۔ اور راج پاٹ چھوڑ کر وہ بھگوان کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور دیکشا حاصل کی۔ دیکشا کے بعد یہ راج رشی سادہو پرسن چندر اپنے سابقہ کرموں کا کھاتہ بیباق کرنے کیلئے تپسیا کرنے میں محو ہو گیا۔ عام طور پر وہ بھگوان کے پاس ہی رہتا تھا۔ ایک دن بھگوان مہاویر راج گرہ کے نزدیک ایک جنگل میں پہنچے۔ پرسن چندر بھی ساتھ تھا۔ راج گرہ کے مہاراجہ شرینک نے جب ان کی آمد کی خبر سُنی وہ اپنے عیال و اطفال سمیت درشنوں کے لئے آیا۔ وہ اپنی سپاہ بھی ساتھ لایا۔ جس کے دو سردار سُمکھ اور دُرمکھ تھے۔ اِن دونوں میں دھرم بھاو کا عدم تھا۔ جب وہ پاس سے گزرتے تھے۔ تو راج رشی پرسن چندر سے ان کی مڈبھیڑ ہو گئی۔ جو کہ اپنے ہاتھ اونچے کر کے سخت تپ کر رہا تھا۔ اس کو

دھیان میں اس طرح محو دیکھ کر انہوں نے آپس میں یوں گفتگو شروع کی۔
سُمکھ :- سورگ میں جانا یا موکش حاصل کرنا، ایسے تپسوی سادھوؤں کے لئے کوئی معنی نہیں رکھتا۔"
دُرمکھ :- یہ تو پوتن پور کا راجہ پرسن چندر معلوم ہوتا ہے۔ میرا خیال ہے کہ ہاتھ اسکو کوئی فائدہ نہیں پہنچے گا۔ کیونکہ یہ تو موکش حاصل کرنے کی کوشش کر رہا ہے اور ادھر اس کا چھوٹا سا لڑکا بڑی تکلیف میں ہے جس کے کندھوں پہ یہ راجہ سلطنت کا بوجھ ڈال کر نکل آیا ہے۔ اس کے وزیر جن کو وہ جان سے زیادہ عزیز جانتا تھا۔ اور جن کو اس نے صاحب زر اور صاحب اقتدار بنایا تھا۔ وہ پوتن پور کو چھوڑ کر چمپا نگری کے راجہ دَدھی واہن کے ساتھ جا ملے ہیں اور اپنے چھوٹے راجہ کی سلطنت چھیننے کے درپے ہیں۔ وہ ساری سلطنت خود غصب کرنا چاہتے ہیں۔ راجہ کی رانیاں بھی پوتن پور سے کسی نامعلوم جگہ کو چلی گئی ہیں۔ کیا اسی کا نام موکش حاصل کرنا ہے؟ یہ راجہ تو ایک طرح سے پاپی ہے۔
سُمکھ۔ بھائی دُرمکھ! شاید اسی لئے راجہ نے اپنا تخت چھوڑ کر سنیاس لے لیا ہے۔ ہر ایک آدمی جانتا ہے۔ کہ اس سنسار کی بنیاد خود غرضی پہ رکھی ہوئی ہے۔ سب ناطے و رشتہ دار اپنی اپنی غرض سے ہی نزدیک آتے ہیں۔ حقیقت میں کوئی کسی کا رشتہ دار نہیں۔ کیا ہم دیکھتے نہیں کہ جب درخت کے پھل ختم ہو جائیں تو پرندے اُسے چھوڑ جاتے ہیں۔ تالاب کے خشک ہونے پر بگلے وہاں سے اُڑ جاتے ہیں۔ پھولوں میں جب شہد نہ رہے تو شہد کی مکھیاں دُور بھاگ جاتی ہیں۔ جنگل کو آگ لگنے پہ ہرن اُسے چھوڑ جاتے ہیں۔ دھن نہ رہنے پہ دیشیائیں اپنے عاشقوں کو جواب دے جاتی ہیں۔ اسی طرح سے امیر وزیر بھی اس راجہ کو چھوڑ جاتے ہیں۔ جس کے پاس دولت نہ رہے۔ غرضیکہ کوئی بھی کسی کا نہیں۔ صاحب باغرض